

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لا یؤمن احدکم حتی اكون احب الیه  
من والده وولده والناس اجمعین

عظمت و محبتِ مصطفیٰ ﷺ کا عظیم اظہار  
حصولِ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ کا بہترین اسلوب

# اذان میں انکرکھے پر سنا مستحب ہے

تصنیف لطیف  
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا  
عبدالرزاق  
پیشوا سجاد علی مدظلہ العالی  
مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

ناشر  
مکتبہ ضیائیہ  
بوہڑ بازار راولپنڈی فون 552781



۲۰۱

اذان و اقامت کے دوران

انگوٹھے چومنا مستحب ہے

﴿لَتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه﴾

تعمیر و توقیر نام مصطفیٰ ﷺ اور اظہار محبت رسول کا حسین انداز

اذان و اقامت کے دوران

انگوٹھے چومنا مستحب ہے

مؤلف

حضرت علامہ مولانا عبد الرزاق چشتی بھراوی

مدظلہ العالی

ناشر

مکتبہ ضیائہ  
بوہڑ بازار راولپنڈی



## ﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب :-	اذان کے دوران انگوٹھے چومنا مستحب ہے
مصنف :-	علامہ مولانا عبدالرزاق چشتی بھراوی مدظلہ العالی
پیش لفظ :-	حافظ محمد اسحاق ظفر
پروف ریڈنگ :-	محمد اعجاز شاہد، شوکت حیات الخیری
باہتمام :-	سید شہاب الدین شاہ
کمپیوٹر کمپوزنگ :-	ضیاء العلوم کمپوزنگ سنٹر ڈی بلاک سیٹائٹ بیون راولپنڈی
کمپوزر :-	محمد یعقوب چشتی، محمد شاہد حاقان
ٹائٹل گرافس :-	حافظ محمد اسحاق ظفر
ناشر :-	مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار - راولپنڈی
نحامت :-	۶۴ صفحات
اشاعت :-	بار اول
قیمت :-	تعداد :- ۱۰۰۰

## ملنے کے پتے

- ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز منجھش روڈ لاہور
- ☆ مکتبہ تنظیم المدارس لوہاری گیٹ لاہور
- ☆ شبیر اور زار دو بازار لاہور
- ☆ احمد بک کارپوریشن اردو بازار راولپنڈی

## ﴿فہرست مضامین﴾

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۹	حرف آغاز	۱
۱۴	الاستغناء	۲
۱۴	الجواب	۳
۱۴	اذان کا حکم	۴
۱۶	امام محمد کا ارشاد گرامی	۵
۱۵	نماز کے بغیر اذان کہاں سنت؟ یعنی مستحب ہے	۶
۱۶	اذان کی ابتدا	۷
۱۸	صبح کی اذان میں زیادتی	۸
۱۸	اذان اور اقامت کے بعد مستحب	۹
۱۹	حضرت ابو مخزومہ کا ایمان لانا اور اذان کہنا	۱۰
۲۰	اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے	۱۱
۲۱	کیا دوسرا شخص اقامت کہہ سکتا ہے؟	۱۲
۲۳	اذان کہنے کی فضیلت	۱۳
۲۶	مؤذن نیک صاحب علم ہو	۱۴
۲۷	امامت اذان سے افضل	۱۵



صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۹	عورت کا اذان کہنا منع ہے	۱۶
۳۰	اذان با وضوء ہو کر دی جائے	۱۷
۳۰	تباہ لڑکے کا اذان کہنا۔	۱۸
۳۱	کانوں میں انگلیاں رکھنے کا حکم۔	۱۹
۳۲	اذان کے ساتھ درود پاک پڑھنا مستحب ہے۔	۲۰
۳۳	اذان کے بعد دعاء۔	۲۱
۳۵	فائدہ۔	۲۲
۳۶	اذان کے بعد درود شریف پڑھنا۔	۲۳
۳۶	فائدہ۔	۲۴
۳۷	اذان اور اقامت کے درمیان دعاء	۲۵
۳۷	اذان اور اقامت میں فرق	۲۶
۳۸	اذان کا جواب دینا	۲۷
۴۰	تنبیہ۔	۲۸
۴۱	فائدہ۔	۲۹
۴۲	دوڑ کر جماعت سے نہ ملے۔	۳۰
۴۳	دوران اذان انگوٹھے چومنا۔	۳۱
۴۴	شرعی ضابطہ	۳۲
۴۴	دوسرا ضابطہ۔	۳۳

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۵	تیسرا اضافہ۔	۳۴
۲۶	مستحب کا حکم۔	۳۵
۲۶	انگوٹھے چومنا مستحب (باعث ثواب)	۳۶
۲۹	تنبیہ۔	۳۷
۵۸	مکروہ ثلاث کرنے کی جاہلانہ کوشش	۳۸
۵۸	پہلی وجہ۔	۳۹
۵۹	دوسری وجہ۔	۴۰
۶۰	تیسری وجہ۔	۴۱
۶۱	چوتھی وجہ۔	۴۲

سلطان خاتون کورنی علوم سے بیرونہ کرنے کے لئے  
جامعہ آمنہ ضیاء البنات کا قیام  
۱۵۰ رانڈیزر طالبات کی ضروریات کی نکتات

الہمد للجماعت کی معیاری دینی درس گاہ  
جامعہ رضویہ ضیاء العلوم  
(۱) جامعہ سہیلی منڈی راولپنڈی (۲) ڈی باک شہید منڈی راولپنڈی

دعوتِ عملِ خیر  
تہذیب و اخلاق کے تقاضوں و مطالبات سے اپنے کے جانے ہیں  
آپ کے لیے ہماری کامیابی پر ہمیں بہت خوشی ہے۔ آخرتِ ناری۔

۳۳ سال سے علوم کے نکتوں کی نگہبانی میں ہیں۔  
علم و اخلاق کی بنیاد پر کیا ہے۔ علم و اخلاق کے نکتوں سے  
ہماری ہر عمل کی سرکھت ہے۔

نوٹ: جامعہ کے تمام تعلیمی شعبہ جات میں داخلہ کے لئے درخواستیں یکم تا دس رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ کی جاتی ہیں

شعبہ طالبات  
جامعہ رضویہ ضیاء العلوم

(۱) جامعہ سہیلی منڈی راولپنڈی (۲) ڈی باک شہید منڈی راولپنڈی

فون: 051-70731 فیکس: 051-840404-450404



بصیرۃ الروحیہ

## ﴿حرف آغاز﴾

کائنات ارضی میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو شرف و کرامت عطا کی وہ کسی اور مخلوق کے نصیبے میں نہیں، مگر اس عظمت و کرامت کی بقاء کے لئے چند ایک کڑی آزمائشیں اور شرائط بھی رکھیں۔ اگر انہیں پورا کیا جائے تو عظمت و وقار میں اضافہ ہوگا، اور ان پر پورا نہ اترنے کی صورت میں ”اولئک کا لانعام بل ہم اضل“ کے مصداق..... حیوانات و بہائم سے بدتر ہو جائے گا۔

ان شرائط و امتحانات میں، اپنے محسن سے محبت و موڈت کا پاس و لحاظ رکھنا، اس کے احکامات و فرمودات اور افعال و عادات کو بغیر استحسان دیکھنا شامل ہے۔ محبت و موڈت ایک ایسی وصف ہے کہ جب کسی کے دل میں سما جائے تو محبوب کی ہر ہر اداء کو اپنانے پر براہیختہ کرتی ہے، اور بے عیب محبوب تو درکنار، عیوب کے ہوتے ہوئے بھی اسے ذاتِ محبوب میں کبھی کوئی عیب سجھائی نہیں دیتا۔ بزرگوں کا فرمایا ہے۔

تحبك الشی یعنی و یصم

اور ”ان المحب لمن یحب یطیع“

اگر دعویٰ محبت کے باوجود اطاعت گزاری اور مح



اولوں پر نظر استحسان حاصل نہ ہو تو سمجھ لیجئے!  
 ”محبت کی صداقت میں کچھ فرق ہے“

الحمد لله العظيم! مسلك حقہ الہمت وجماعت  
 کے قبعین وہ جماعت ہیں، جن کو محبت و موذت اور اوب و احترام کا  
 وافر حصہ نصیب ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے محبوب علیہ التحیة و  
 التسليم اور آپ کے خلفاء و اصحاب کی ہر ہر اداء کو اپنانے کی مقدور  
 بھر کوشش کرتے ہیں، اور فرمان رسول ﷺ ”ما انا علیہ  
 واصحابی“ کے صحیح معنوں میں مصداق ہیں۔

آقائے دو عالم ﷺ کی کیسی ہی لور کوئی ادا ہو، یا آپ ﷺ کے  
 صحابہ کبار و اہل بیت اطہار کی۔ ہر ایک کو عملی جامہ پہنا کر تقاضا ہائے  
 محبت کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اوب و احترام جالانے  
 میں، فرائض و واجبات تو اپنے مقام پر! کسی امر مندوب و مستحسن کو  
 بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ وہ امر مستحسن، اٹھتے بیٹھتے نذرانہء  
 درود و سلام پڑھنے کا ہویا پیارے نبی ﷺ یا آپ کے صحابہ کبار کی  
 اوصاف جمیلہ پر مشتمل ترانہ نعت و منقبت کا۔ نام نامی اسم گرامی ”  
 محمد“ پر انگوٹھے چومنے کا ہویا صحابہ و اولیاء کے نام پر کلمہ  
 ترضی ترحم (رضی اللہ عنہ، رحمہ اللہ تعالیٰ) کا۔ موطن خیر میں سے  
 کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔



پارے حبیب ﷺ نے امتِ مسلمہ کو ایک مسلمہ امر دیا ہے۔

”من سن سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها“  
 کہ جس نے بھی کسی اچھائی کا اجراء کیا اسے اس عمل کا بھی  
 اور دیگر عمل پیرا ہونے والوں کے اجر سے بھی اس کے نصیبے میں ہو  
 گا۔

پاکانِ امت نے ایسے ہی موطنِ خیر کے بے شمار مواقع  
 فراہم کئے ہیں۔ جن کے ذریعے بندہ قربِ خداوندی اور قربِ  
 رسول ﷺ کا حصول کر سکتا ہے۔

اذان و اقامت اور اس دوران کئے جانے والے باقی  
 معمولات بھی عقیدت و احترام کے مظاہر کی ایک جھلک ہیں۔

”تقبیل ابہا مین“

(دورانِ اذان و اقامت انگوٹھے چومنا)

بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ قرونِ اولیٰ سے امتِ مسلمہ اس پر عمل  
 پیرا ہے۔ ائمہ و فقہاء نے اس کے مستحسن ہونے کی صراحت فرمائی  
 ہے تاہم جن میں ”کج فہمی“ ہو۔ وہ ایسے امورِ مستحسنہ پر اپنی بدگمانی و  
 کج روی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ”بدعت و عملِ سوء“ کا  
 فتویٰ دیتے ہی رہتے ہیں۔

قرونِ اولیٰ سے جاری اس عملِ خیر پر کئی بدباطنوں نے جب



اپنی کجی کا مظاہرہ کیا، تو استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عبد الرزاق چشتی بھتر الوی مدظلہ سے استفتاء کی صورت میں سوال کیا، جس کا آپ نے مفصل جواب ارشاد فرمایا اور جواب کو صرف سوال کے مشمولات تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ دیگر کئی گوشوں پر بھی اپنی صائب رائے کا اظہار فرمادیا ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ کریم حضرت استاذ العلماء کو دینِ متین کی مزید خدمت مقبولہ کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین !

العبد الاحقر

حافظ محمد اسحاق ظفر

(خادم مدرسہ)

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی۔ پاکستان

10 - 10 - 1998



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذان کی حقیقت کیا ہے؟ اور اذان و اقامت کون کہے؟ نیز اذان و اقامت میں کلمہ:

﴿اشھدان محمد رسول اللہ﴾

سن کر انگوٹھے چومنا، آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟ شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں جواب ارشاد فرمائیں۔

حافظ محمد اعجاز شاہد۔ سرگودھا

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العلمین و الصلوة و السلام علی سید المرسلین  
محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

اذان کا حکم!

پانچ وقت کی فرض نمازوں کے لئے اور جمعہ کی نماز کے لئے اذان کہنا سنت مؤکدہ ہے۔ اذان کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو مطلع کیا



جائے کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ اس لئے کسی نماز کے وقت کے شروع ہونے سے پہلے اذان کہنا جائز نہیں۔ وقت سے پہلے اذان کہی جائے تو اسے لوٹا دیا جائے۔

امام محمد رحمہ اللہ کا ارشاد گرامی!

حضرت امام محمد رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا:

”لو ان اهل بلدة اجمعوا على ترك الاذان

لقاتلتهم عليها ولو تركها واحد لضربته و

حبسته“

(مرقاۃ ج ۲ ص ۱۳۹)

ترجمہ: اگر کسی شہر کے لوگ اذان کہنا چھوڑ دیں، تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ اور اگر کسی ایک نے اذان کہنی چھوڑ دی تو میں اسے ماروں گا اور قید کر لوں گا۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ کا ہر سنت کے متعلق یہی فتویٰ ہے:

”لو ترك اهل بلدة سنة لقاتلتهم عليها

ولو تركها واحد لضربته“ (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۳۹)

اگر کسی شہر کے تمام لوگ سنت کو ترک کر دیں، تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ اور اگر کسی ایک نے سنت کو ترک کیا تو میں اسے ماروں گا۔



## نماز کے بغیر اذان کہاں سنت

(یعنی مستحب ہے)

چند مقامات جہاں اذان کہنا سنت ہے :

(۱) چہ یا مچی پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی جائے۔

(۲) غم کے وقت اذان کہی جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ غمناک دیکھا تو فرمایا اے ابن ابی طالب میں تمہیں غمناک دیکھ رہا ہوں ”فمر بعض اهلك يؤذن في اذتك فانه درأ الهم“ اس لئے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کہو کہ وہ تمہارے کان میں اذان کہیں بے شک یہ غم کو دور کرتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس کا تجربہ کیا تو ایسے ہی پایا۔ یعنی واقعی غم دور ہو گیا۔

(۳) سوء خلق پر اذان کہی جائے۔ دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”من ساء خلقه من انسان او دابة فأذنوا في اذنه“

انسانوں یا حیوانوں میں سے جو بد خلق ہو جائے اس کے کان میں اذان کہو،



”کل من روایۃ النبی علی رضی اللہ عنہ انہ جربہ فوجدہ

کذالک“

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس میں جو روایات ہیں، ان کا تجربہ کیا گیا ہے۔ اور ان کو اسی کے مطابق پایا گیا ہے۔

(مرآۃ ج ۲ ص ۱۳۹)

خیال رہے کہ یہاں سنت سے مراد غیر مؤکدہ ہے جو درجہ

استحباب میں ہے۔

## اذان کی ابتداء

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو مسجد (نبوی) کی تعمیر جب مکمل ہو گئی تو آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ نماز کے وقت کے متعلق کیسے لوگوں کو بتایا جائے تاکہ سب لوگ نماز کو باجماعت ادا کرنے کے لئے جمع ہو جائیں اسی پر کسی نے مشورہ دیا کہ ناقوس جلایا جائے۔ کسی نے کہا کہ آگ جلا کر لوگوں کو مطلع کیا جائے۔ لیکن بعض دوسرے حضرات نے مخالفت کی کہ آگ یہود جلاتے ہیں اور ناقوس نصاریٰ جاتے ہیں اس لئے اگر ہم نے بھی ان کے مطابق ہی لوگوں کو مطلع کیا تو معلوم نہیں ہوگا کہ یہ یہود و نصاریٰ کی طرف سے اطلاع دی جا رہی ہے یا مسلمانوں کی طرف سے؟

کسی بات پر معاملہ طے نہ ہوا مجلس برخواست ہو گئی۔ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے ناقوس



اٹھایا ہوا ہے وہ کہتے ہیں، میں نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! یہ ناقوس تم بیچتے نہیں ہو؟ اس نے کہا تم کیا کرو گے؟ تو میں نے کہا کہ میں اسے جا کر لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا کروں گا۔

اس شخص نے کہا: کیا اس سے بہتر چیز کی میں تمہاری راہنمائی نہ کروں؟ میں نے کہا ہاں ضرور بتائیں۔ اس نے کہا تم کہو!

اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر

اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله

اشهد ان محمد رسول الله، اشهد ان محمد رسول الله

حي على الصلوة، حي على الصلوة۔

حي على الفلاح، حي على الفلاح۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر۔

لا اله الا الله۔

اسی طرح اس شخص نے اقامت بھی خواب میں سکھائی۔ یعنی

اقامت میں ”حي على الفلاح“ کے بعد دو مرتبہ ”قد قامت الصلوة“ کہا۔

صبح انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے رات کو اس طرح خواب دیکھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ خواب ان شاء اللہ حق ہے تم نے جو الفاظ سنے ہیں وہ بلالؓ کو بتاؤ تاکہ وہ انہیں بلند آواز سے ادا کریں۔ کیونکہ ان کی آواز تمہاری آواز سے بلند ہے



انہوں نے حضرت بلالؓ کو وہ الفاظ بتائے انہوں نے اذان دی۔ جب حضرت عمرؓ نے اذان سنی تو وہ جلدی سے اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے حق سے، میں نے بھی خواب میں یہی دیکھا ہے۔ اس ایک ہی رات کو گیارہ صحابہ کرام نے یہی خواب دیکھا تھا۔

تو اس کے بعد ہر نماز کے لئے اذان کہنے کا سلسلہ باقاعدگی سے

شروع ہو گیا۔

## صبح کی اذان میں زیادتی :

حضرت ابو محذورہؓ کو نبی کریم ﷺ نے اذان سکھائی۔ اس میں آپ نے ان کو ”حی علی الفلاح“ تک الفاظ پڑھانے کے بعد فرمایا ”فان کان صلوة الصبح قلت“۔ ”الصلوة خیر من النوم“، ”الصلوة خیر من النوم“ یعنی اگر صبح کی اذان ہو تو ”حی علی الفلاح“ کے بعد دو مرتبہ۔ ”الصلوة خیر من النوم“۔ کہو۔

(مرقاۃ مشکوٰۃ، کتاب الاذان)

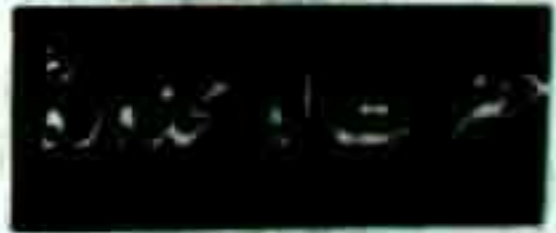
## اذان اور اقامت کے بعد تثویب

”و استحسن المتأخرون التثویب فی الصلوات کلها“۔

(مرقاۃ ص ۱۵۲)



متاخرین علماء کرام فقہاء عظام نے تمام نمازوں کے لئے  
 سٹیپ کو اچھا سمجھا ہے۔ سٹیپ یہ ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان  
 پھر اعلان کیا جائے اس کے لئے الفاظ مقرر نہیں خواہ درود شریف پڑھ  
 لیا جائے، خواہ ”الصلوة جامعة“ کہہ لیا جائے، خواہ ”قد قامت، قد  
 قامت“ کہہ لیا جائے، تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اب نماز کا وقت  
 قریب ہے۔



### کا ایمان لانا اور اذان کہنا :-

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چند لوگوں کے  
 ساتھ (تجدت کی غرض سے مگر سے) نکلا تھا کہ راستہ میں رسول اللہ ﷺ کے  
 مؤذن سے ہم نے اذان سنی، ہم اذان اور اسلام سے روگردانی کرنے  
 والے تھے۔ ہم چلا چلا کر اذان کا مزاج اڑا رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام مجھے پکڑ کر آپ کے پاس لے گئے  
 آپ نے مجھے کہا تم اذان کہو، یہ کہتے ہیں کہ مجھے آپ سے اور اذان سے  
 بغض و عناد تھا۔ میں آپ کو بہت ناپسند کرتا تھا اور اذان کو بھی ناپسند کرتا  
 تھا لیکن میں نے آپ کے کہنے پر اذان کہی آپ نے میرے سر، سینہ پر  
 ہاتھ تک ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعاء کی۔



”فذهب كل شيء كان لرسول الله ﷺ من كراهية وعناد

ذلك كله محبة لرسول الله ﷺ“

تو آپ کے متعلق جو مجھے بغض و عناد اور ناپسندیدگی تھی وہ سب ختم ہو گئی اور آپ کی محبت مجھے کامل طور پر حاصل ہو گئی۔

(لن ماجہ کتاب الاذان)

ثبت هذا الامر بفيض امرار يد رسول الله ﷺ على

(انجام الحاجہ ماشیہ لن ماجہ)

الصدر و ببركة-

ابو محذورہ کے دل سے اسلام اور اہل اسلام سے بغض و عناد اور نبی کریم ﷺ کی ناپسندیدگی کا نکل جانا، اور آپ سے محبت کا دل میں پیدا ہو جانا صرف اس وجہ سے ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے سینہ پر پھیرا تھا اسی کی برکت انہیں حاصل ہوئی۔

**اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے :**

و لعله عليه السلام كان يخرج من الحجرة بعد شروع المؤذن في الإقامة و يدخل في محراب المسجد عند قوله حي على الصلوة و لذا قال ائمتنا و يقوم الامام و القوم عند حي على الصلوة .

(مرقاۃ ج ۲ ص ۱۵۲)

نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب مؤذن اقامت شروع کرتا تو آپ حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور آپ حی علی



الصلوة پر محراب میں پہنچتے۔

اسی وجہ سے ہمارے ائمہ کرام نے کہا ہے: کہ امام اور قوم اقامت میں "حی علی الصلوة" کہنے پر اٹھیں۔ اصل اس میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی یہ ہے:

"ولا تقوموا حتی ترونی"

تم اس وقت تک نہ اٹھو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔

اس مسئلہ کو بہت تفصیل سے راقم نے ایک مستقل رسالہ "اقامت بیٹھ کر سننا مستحب ہے" میں ذکر کیا ہے اس رسالہ کا مطالعہ کیا جائے۔

### کیا اقامت کا کتابہ؟

اگر اذان کہنے والا ناپسند نہ کرے تو دوسرا شخص اقامت کہہ سکتا ہے اور اگر وہ دوسرے کے اقامت کہنے کو ناپسند کرے تو دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل میں ایک حدیث پاک اور اس کی شرح کو دیکھئے مسئلہ واضح ہو جائے گا۔

حضرت زید بن حارث صدیقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں فجر کی اذان کہوں میں نے اذان کہی



تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”ان اخاصدا، قد اذن و من اذن فهو یقیم“ (ترمذی، لم یوردہ لکن ماجہ مشکوٰۃ)

بے شک صدائی بھائی نے اذان کہی ہے جو اذان کہے وہی اقامت بھی کہے۔

اس حدیث پاک کی شرح میں علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں

”و عن ابی حنیفۃ لا یکرہ لما روی ان ابن ام مکتوم انما کان یؤذن و یقیم بلال و الحدیث محمول علی ما اذا لحقہ الوحشۃ باقامۃ غیرہ۔“ (مرقاۃ ج ۱۵۵۲)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک شخص اذان کہے اور دوسرا اقامت کہے تو یہ مکروہ نہیں کیونکہ کئی مرتبہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم اذان کہتے تھے اور حضرت بلال اقامت کہتے تھے البتہ یہ حدیث جس میں حضرت بلال کو منع کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اذان کہنے والا دوسرے کی اقامت کو ناپسند کرتا ہو تو دوسرے کا اقامت کہنا مکروہ ہوگا۔

خیال رہے کہ ابن ام مکتوم کی اذان پر حضرت بلال کو اقامت سے نہ روکنا اور زید بن حارث صدائی کی اذان پر روکنا واضح دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں کے دلوں پر مطلع ہوتے آپ کو معلوم تھا کہ ابن مکتوم



کو پریشانی لاحق نہیں ہوتی لیکن صدائی اسے ناپسند کرتے ہیں کہ دوسرا کوئی اقامت کے۔ سبحان اللہ! ایمان کامل ہو تو شان حبیب کبریا سمجھ آئے۔

## اذان کہنے کی فضیلت :-

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

”المؤذنون اطول الناس اعناقاً يوم القيامة“

(مسلم، مشکوٰۃ، فضل الازان)

قیامت کے دن تمام لوگوں سے لمبی گردنوں والے مؤذن ہوں گے۔  
لمبی گردن سے مراد کئی وجہ ہیں۔

(۱) ان کے اذان کہنے کی وجہ سے اعمال کثیر ہوں گے کیونکہ ایک عربی محاورہ یہ ہے۔ ”لفلان عنق من الخیر“ فلاں شخص کو بھلائیوں کا ایک حصہ حاصل ہے۔ عنق (گردن) کا معنی اس جگہ حصہ، ٹکڑا لیا ہوا ہے۔

(۲) مؤذن حضرات کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی زیادہ امید ہوگی، یعنی جب لوگ پریشان ہوں گے کہ معلوم نہیں کیا حال ہوگا اس وقت مؤذنین خوش ہوں گے راحت میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کر رہے ہوں گے کہ ہمیں جنت میں داخل



ہونے کی اجازت مل جائے گی۔

جو شخص کسی چیز کی امید کرتا ہو وہ گردن کو بڑھا کر دیکھتا ہے۔ مؤذنین چونکہ گردن لمبی کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کر رہے ہوں گے اس لئے حدیث شریف کا مطلب واضح ہوا کہ مؤذنین قیامت کے دن فی الواقع لمبی گردنوں والے ہوں گی۔

(۳) لمبی گردن کا مطلب 'اللہ تعالیٰ کا قرب ہے' کیونکہ لمبی گردن سے مراد لمبا قد لیا جاتا ہے لیکن قیامت کے دن لمبے قد سے مراد بلندی شان، رفعت منزلت، قرب خداوندی ہے۔

(۴) لمبی گردن سے مراد "پریشان، شرمندہ نہ ہونا" کیونکہ جو شخص اپنی کوتاہیوں غلطیوں کی وجہ سے پریشان اور شرمندہ ہو وہ سر نیچے کر لیتا ہے سر اٹھا کر نہیں دیکھتا لیکن جسے کوئی شرمندگی نہ ہو وہ سر اٹھا کر دیکھتا ہے گردن کو لمبا کر کے دیکھتا ہے ایسے ہی مؤذنین کو کسی سے عداوت نہیں ہوگی کیونکہ کبھی عداوت، ناپسندیدگی کی وجہ سے بھی کسی کو سر اٹھا کر نہیں دیکھا جاتا، سر نیچے کیا جاتا ہے کہ مجھے یہ منحوس شکلیں نظر نہ آئیں، بدخت، بد نما انسان میری نظر میں نہ آئیں، لیکن خلاف اس کے کسی سے محبت ہو کسی کو اچھا سمجھا جائے کسی کو نیک اور باوفا سمجھا جائے تو اس کو شوق و محبت سے سر اٹھا کر دیکھا جاتا ہے قیامت کے دن مؤذنین کے دل میں کسی کے خلاف کدورت نہیں پائی



جائے گی وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو محبت سے گردن لمبی کر کے دیکھ رہے ہوں گے۔

۵ لمبی گردن سے مراد ”مکروہ سے نجات“ ہے۔ یعنی قیامت کے دن لوگ جب اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں شرابور ہوں گے، اس وقت مؤذنین اطمینان میں ہوں گے انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ نہ ہی پسینے میں شرابور ہوں گے۔

۶ لمبی گردن سے مراد ”سرداری کا حاصل ہونا“ ہے کیونکہ اہل عرب عام طور پر رئیس اور سردار کو ”طویل العنق“ (لمبی گردن والا) کہہ لیتے ہیں۔ تو اب مطلب یہ ہوگا کہ مؤذنین کو اذان کی برکت اور کثرت ثواب کی وجہ سے سرداری حاصل ہوگی۔

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”لا یسمع مدی صوت المؤذن جن و لانس ولا شیء۔“

الاشہد لہ یوم القیامۃ“۔ (حدی، مشکوٰۃ)

مؤذن کی آواز کو جہاں تک جن، انسان اور ہر چیز جو بھی آواز سنیں گے وہ قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دیں گے۔

یعنی اس کی آواز جہاں تک جائے گی، وہاں تک ہر چیز اس کے لئے قیامت کے دن گواہی دے گی کہ اے اللہ تیرا یہ بندہ اذان کہتا رہا۔



یہ مؤذن کی بلند می شان پر دلالت ہوگی۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”من اذن سبع سنین محتسبا كتب له براءة من النار“

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

جس شخص نے ثواب حاصل کرنے کی غرض سے سات سال اذان دی، اس کے لئے جہنم کی آگ سے آزاد ہونا لکھ دیا جاتا ہے۔

یعنی وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اذان دیتا ہے۔ ربی کاری (دکھلاوا) مقصود نہیں، اپنے آواز کی خوبصورتی کا مظاہرہ کرنا مقصود نہیں۔ حسن ادا کا اظہار مقصود نہیں تو ایسے شخص کے لئے جہنم کی آگ سے آزادی کا مشرودہ سنایا گیا ہے۔

**مؤذن نیک صاحب علم ہو!**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

”و لیؤذن لکم خیارکم“

تم میں سے جو بہترین وہ اذان کہیں۔

”فعلم ان المراد ان المستحب کون المؤذن عالما عاملا“

لان العالم الفاسق لیس من الخیار“ (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۷۰)

اس سے معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ مؤذن صاحب علم با عمل ہو کیونکہ



صاحب علم ہو لیکن فاسق ہو وہ خیر (بہتر) نہیں ہو سکتا۔

واضح ہوا کہ صرف خوش آواز ہونا کافی نہیں، جبکہ خوش آواز بد عقیدہ ہو، فساد برپا کرنے والا ہو تو ایسے بد بخت سے نیک شخص ہزار درجہ اچھا ہو گا بے شک اس کی آواز اچھی نہ ہو حسن صورت سے حسن سیرت بہتر ہے، حسن صوت سے حسن عمل بہتر ہے ہاں اچھا عمل بھی ہو تقویٰ بھی ہو اچھی آواز بھی ہو تو یہ خوش قسمتی ہے۔

## امامت اذان سے افضل

نبی کریم ﷺ نے امامت فرمائی ہے، اس لئے امامت، اذان دینے سے افضل ہے۔ حبیب پاک علیہ التحیۃ والثناء نے خود اذان دی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

ترمذی نے روایت ذکر کی ہے۔ ”انہ علیہ السلام اذن فی سفر و صلی باصحابہ“ نبی کریم ﷺ نے سفر میں اذان دی اور اپنے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔

علامہ نووی نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ تاہم مسند احمد میں اسی واقعہ کے متعلق یہ ذکر ہے۔ ”فامر بلالا فاذن“ آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ اذان کہو۔

”فعلم ان فی روایۃ الترمذی اختصارا، و ان معنی قولہ اذن امر بلالا، کما یقال اعطی الخلیفۃ العالم الفلانی کذا و انما



بأشْر العطاء غيره“۔

(شایع جولائی ۱۹۹۵ء)

مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوا ہے کہ ترمذی کی روایت میں اختصار ہے، ترمذی میں ”لذان“ جو ذکر ہے اس کا معنی بھی یہی ہے کہ آپ نے حضرت بلال کو اذان کہنے کا حکم دیا یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی حاکم کسی عالم کو عطیہ دینے کا حکم اپنے عملہ میں سے کسی کو دے، لیکن وہاں لفظ یہ ذکر کر دیئے جاتے ہیں۔

”اعطى الخليفة العالم الفلانى كذا“

جس کا ظاہری معنی یہ ہے کہ حاکم نے فلاں عالم کو اس طرح عطیہ دیا۔ حالانکہ حقیقت میں کسی اور کو حکم دیا جاتا ہے کہ تو دے دے۔

اسی وجہ سے بعض حضرات نے کہا ہے۔

”الاحسن للامام ان يفوض الاذان و الاقامة غيره فان

النبي ﷺ ما كان يبأشر الاذان و الاقامة بنفسه“ (عنايته)

بہتر یہ ہے کہ امام کسی اور کو لذان اور اقامت کہنے کی ذمہ داری سپرد کرے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود لذان اور اقامت نہیں کہی۔

لیکن یہ بھی خیال رہے کہ امام اذان کہنے کو اپنے لئے باعث ثواب سمجھے نہ کہ باعث عار کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذان کہنے کی تمنا کی کہ اگر مجھ پر امور خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں خود ہمیشہ اذان کہنے کی ذمہ داری لے لیتا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود اذان کہی اور خود ہی امامت کرائی۔



## عورت کا اذان کہنا منع ہے۔

”و یکره ان تؤذن المرأة معناہ يستحب ان يعاد ليقع على وجه السنة لانها ان رفعت صوتها فقد باشرت منكرًا لان صوتها عورة و ان لم ترفع فقد اخلت بالاعلام الذي هو المقصود فيعاد اذانها ندباً“  
(ازحد لپہ کفلیہ)

عورت کا اذان کہنا مکروہ ہے، سنت کے خلاف ہے، اگر عورت اذان کہے تو اس اذان کو لوٹانا مستحب ہے تاکہ وہ اذان سنت کے مطابق ادا ہو جائے، اس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ عورت اگر بلند آواز سے اذان دے تو وہ ناجائز کام کی مرتکب ہوگی کیونکہ عورت کی آواز میں پردہ ہے وہ بلند آواز سے یا سریلی آواز سے کسی قسم کا کلام نہیں کر سکتی۔ جے اجنبی مرد سن لیں، ہاں البتہ پردہ سے آہستہ آواز میں کسی سوال کا جواب دے سکتی،

اور اگر عورت نے آہستہ آہستہ آواز میں اذان دی تو سنت کے خلاف ہوگی، کیونکہ اذان بلند آواز سے ہی کہنا مسنون ہے۔

مقام تعجب بلکہ مقام افسوس ہے کہ آج نام نہاد مسلمان عورتیں مردوں کی محافل میں بلند آواز سے تقاریر کر کے حرام کام کی مرتکب ہو رہی ہیں جاہل لوگ انہیں اپنا مسیحا سمجھ بیٹھے ہیں۔





## اذان با وضوء ہو کر اذان دینی جائز ہے

و ینبغی ان یؤذن و یقیم علی طہر۔ (ہدایہ)

مستحب یہ ہے کہ اذان اور اقامت با وضوء کی جائیں اگر بے وضوء اذان دی جائے تو جائز ہے۔ لیکن مستحب کو بلا وجہ چھوڑنا یا مستحب کے خلاف عادت بنا لینا بھی کوئی اچھا طریقہ نہیں۔ اس لئے بے وضوء اذان دینے کی عادت نہ بنائی جائے۔

## نابالغ لڑکے کا اذان کہنا

" اذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراہة فی ظاہر

الروایة و لکن اذان البالغ افضل "۔ (ماہگیری ج ۱ ص ۵۲)

نابالغ لڑکا اگر وقت کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس کا اذان کہنا بغیر کسی کراہیت کے صحیح ہے لیکن افضل (بہتر) یہ ہے کہ بالغ آدمی اذان کہے۔ مسئلہ :- مسجد میں بغیر اذان اور اقامت کے جماعت کرنا مکروہ ہے۔

(ماہگیری)

مسئلہ :- مسجد میں جب اذان ہو جائے تو اسی محلہ میں کسی گھر نماز ادا کرنی ہو تو جماعت کرانے کے لئے اذان نہ کہی جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن پھر بھی مستحب یہ ہے کہ اذان کہہ لی جائے۔ ہاں اگر محلہ کی مسجد میں ہی اذان نہیں دی گئی تو گھر میں جماعت کرانے کے لئے اذان نہ کہنا



مسئلہ :- اذان اور اقامت میں اتنا وقت دیا جائے کہ نمازی حضرات آرام سے استنجاء اور وضوء کر کے جماعت میں مل سکیں لیکن مغرب کی اذان کے بعد صرف تین آیتیں پڑھنے کی مقدار وقفہ کیا جائے۔

## کانوں میں انگلیوں کا حکم

مستحب یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کی شہادت انگلیوں کو اپنے کانوں میں کرے تاکہ آواز کو بلند کر سکے نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کہا۔

”اجعل اصبعك في اذنك فانہ ارفع لصوتك“۔

اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں کرو کیونکہ اس سے تمہاری آواز بلند ہوگی۔

پورا اگر ہاتھوں کو کانوں پر رکھے تو یہ بھی جائز ہے۔

”لان ابا محذورة رضی اللہ عنہ ضم اصابعه الاربعة و وضعها علی اذنیہ“۔ اس لئے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اپنی چار انگلیوں کو ملا کر اپنے کانوں پر رکھتے تھے۔

اصل میں مقصد آواز کو بلند کرنا ہے جو دونوں صورتوں میں حاصل ہو سکتا ہے۔

خیال رہے کہ آواز کو بقدر طاقت بلند کیا جائے طاقت سے زائد آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔



اگرچہ اب لاؤڈ سپیکر ہو گئے ہیں لیکن کانوں میں انگلیوں کا کرنا اپنی جگہ پر مستحب ہے۔ البتہ پہلے جو بلند جگہ پر اذان کہی جاتی تھی اس کی اب ضرورت نہیں رہی۔

ابن سعد نے ام زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کہتی ہیں میرا مکان بحسب دوسرے مکانوں کے بلند تھا۔ اس لئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس میرے مکان کی چھت پر اذان کہتے تھے، لیکن جب نبی کریم ﷺ نے مسجد (نبوی) کی تعمیر فرمائی تو مسجد کے چھت پر کچھ بلند حصہ اذان کے لئے بنا دیا، پھر اس پر اذان کہی جاتی رہی۔

(شایع اس ۲۸۵)

## اذان کے ساتھ درود پاک پڑھنا مستحب ہے

”التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنة سبعمئة واحدی و ثمانین فی عشاء لیلة الاثنین ثم یوم الجمعة ثم بعد عشر سنین حدث فی الكل الا المغرب ثم فیها مرتین و هو بدعة حسنة“ (در مختار)

اذان کے ساتھ صلوٰۃ و سلام کی ابتداء سات سو اکیاسی، سن ہجری میں پیر کی رات کو عشاء کی اذان کے ساتھ ہوئی پھر جمعہ کو بھی پڑھنا شروع ہوا پھر دس سال کے بعد تمام اذانوں میں سوائے مغرب کے پڑھا جاتا رہا۔ پھر مغرب کے ساتھ بھی دو مرتبہ پڑھنا شروع ہوا۔



”و الصواب انها بدعة حسنة“

درست قول یہ ہے کہ اذان کے ساتھ درود شریف پڑھنا بدعت حسنة ہے۔ یعنی مستحب ہے کیونکہ اس پر احادیث سے ثابت شرعی ضابطہ موجود ہے۔

”ما راه المومنون حسنا فهو حسن“

جس کو مومن اچھا کام سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہی ہوتا ہے۔

(ازشای ج ۱ ص ۲۸۷)

میں نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے جس کا نام ہی یہ ہے ”اذان کے ساتھ درود پاک پڑھنا مستحب ہے“۔  
جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کے طلباء کرام میں سے ایک کلاس نے چھپوایا ہے اس کا مطالعہ کیا جائے۔

### اذان کے بعد دعاء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اذان سن کر یہ دعاء کی۔

”اللهم رب هذه الدعوة التامة و الصلوة القائمة آت محمد الوسيلة و الفضيلة و ابعثه مقاما محمودا الذي وعدته“

پس قیامت کے دن اسے میری شفاعت حاصل ہوگی، (یعنی اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا)



یہ ہفتی کی ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

”انک لا تخلف الميعاد“ (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۶۳)

مسند ابی یعلیٰ میں ابو امامہ سے ایک روایت میں اذان کے بعد اس دعاء کا ذکر ہے۔

”اللهم رب هذه الدعوة الحق المستجابة  
المستجاب لها دعوة الحق وكلمة التقوى احينا عليها و  
امتنا عليها و ابعثنا عليها و اجعلنا من خيار اهلها محيانا  
و مماننا“ (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۶۳)

طبرانی نے اوسط میں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کا  
یہ ارشاد گرامی ذکر کیا ہے۔ جو شخص اذان سن کر یہ دعاء کرے اس کی  
دعاء کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ وہ دعاء یہ ہے.....

”اللهم رب هذه الدعوة القائمة و الصلوة النافعة  
صل على محمد و ارض عنى رضا لا سخط بعده“

(فتح القدیر ج ۱ ص ۲۱۸)

طبرانی نے کبیر میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے  
کہ جس شخص نے اذان سن کر یہ دعاء کی اس کے لئے میری شفاعت  
ثابت ہوگی وہ دعاء یہ ہے.....

”اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و ان

محمدنا عبده ورسوله اللهم صل على محمد و بلغه درجة



الوسيلة عندك و اجعلنا في شفاعته يوم القيامة“

(فتح القدير جلد اول ص ۲۱۸)

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں ذکر کیا ہے۔

”و الحديث في هذا الباب كثير و القصد الحث على

الخير“ (فتح القدير جلد اول، ص ۲۱۸)

اذان کے بعد دعاء کے متعلق کثیر احادیث ہیں۔ مقصد ان کا

مومنوں کو نیکیوں پر ابھارنا ہے۔

### فائدہ

ابھی تک جو بحث ذکر کی ہے اس سے واضح ہوا کہ اذان کے بعد

دعا کے آخر میں جو یہ الفاظ ذکر کئے جاتے ہیں۔ ”و ارزقنا شفاعته

يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد“ یہ حدیث کے مطابق ہیں

کیونکہ طبرانی اوسط میں مذکور ہے۔ ”و اجعلنا في شفاعته يوم

القيامة“ ان الفاظ کا اور ”و ارزقنا شفاعته يوم القيامة“ کا معنی

ایک ہے۔ اور شہقی میں ”انك لا تخلف الميعاد“ الفاظ مبارکہ

مذکور ہیں۔

ہاں البتہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے منکرین کو یہ الفاظ پڑھنے

سے تکلیف ہوتی ہے۔ وہ خود پیشک نہ پڑھیں۔ لیکن دوسروں کے پڑھنے

سے نہ پریشان ہوں بہتر یہ ہے کتابوں کا مطالعہ کر کے اپنی جہالت کو دور

کریں۔



## اذان کے بعد درود شریف پڑھنا

”عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال قال رسول الله ﷺ اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا على فانه من صلى على صلوة صلى الله عليه بها عشرا“  
(مسلم، مشکوٰۃ باب الاذان)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مؤذن کی اذان سنو تو اسی طرح کہو، جیسے وہ کہہ رہا ہے۔ پھر مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھو، جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا۔

ایک روایت میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس شخص پر دس دس رحمتیں بھیجتے ہیں بلکہ بعض روایات میں اس سے بھی زیادہ رحمتیں بھیجنے کا ذکر ہے

### فائدہ :

”فما يفعله المؤذنون الآن عقب الاذن من الاعلان بالصلوة والسلام مرارا اصله سنة“ (مرقاۃ ج ۲، ص ۱۶۱)  
اذان کے بعد مؤذنین جو بلند سے آواز سے کئی مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں اس کا ثبوت بھی حدیث پاک سے حاصل ہو گیا۔



اذان اور اقامت کے درمیان دعاء کی قبولیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”لا یرد الدعاء بین الاذان و الاقامة“

(ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ باب الاذان)

## اذان اور اقامت کے درمیان دعاء

صحابہ کرام نے سوال کیا یا رسول اللہ ہم کیا دعاء کیا کریں؟  
آپ نے فرمایا۔

”سلوا اللہ العافیة فی الدنیا و الآخرة“

(مرقاۃ ج ۲، ص ۱۷۱)

اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت طلب کرو۔

## اذان اور اقامت میں فرق

اقامت میں ”حی علی الفلاح“ کے بعد دو مرتبہ ”قد قامت الصلوة“ کہا جائے، اذان میں یہ الفاظ نہیں پڑھے جاتے۔ اذان میں صرف ”اللہ اکبر، اللہ اکبر“ بغیر وقفہ کے ادا کئے جاتے ہیں۔ باقی تمام کلمات دو دو مرتبہ ادا ہونے والوں میں وقفہ ہوتا ہے۔ یعنی ”اشهد ان لا اله الا الله“ ادا کر کے سانس توڑ کر پھر دوسری مرتبہ یہی الفاظ ادا کرے، لیکن اقامت دو دو کلمہ ایک ساتھ ادا ہوتے ہیں۔



اذان میں کانوں میں انگلیاں کی جاتی ہے، لیکن اقامت میں نہیں۔

اذان بغیر وضوء کے مکروہ نہیں اگرچہ استحباب کے خلاف ہے لیکن اقامت بغیر وضوء کے مکروہ ہے۔

اذان میں ”حی علی الصلوة“ پر منہ دائیں طرف پھیرا جاتا ہے، اور ”حی علی الفلاح“ میں بائیں طرف لیکن اقامت میں منہ کو پھیرنا مسنون نہیں۔

خیال رہے کہ اقامت میں منہ دائیں اور بائیں طرف پھیرنا منع بھی نہیں بلکہ وسیع مقام میں منہ پھیرنا اچھا ہے

و يحول في الإقامة اذا كان المكان متسعاً و هو  
اعدل الاقوال كما في النهر - (مطالعہ ص ۱۰۷)

النهر الفائق میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب نماز پڑھنے والا مقام وسیع ہو تو اقامت میں بھی منہ کو دائیں اور بائیں جانب پھیرے، یہ قول معتبر ہے۔

## اذان کا جواب دینا

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول ان  
المؤذنين يفضلوننا فقال رسول الله ﷺ قل كما يقولون  
فاذا انتهيت فسل تعط۔  
(ابوداؤد مسندہ مطبوعہ دارالافتاء)



حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مؤذنین کو ہم پر فضیلت حاصل ہے۔ (یعنی اذان کی وجہ سے وہ ہم سے زیادہ فضیلت اور ثواب حاصل کر لیتے ہیں)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بھی وہی کلمات کہو جو وہ (مؤذنین) کہہ رہے ہوں، جب تم جواب مکمل کر لو تو سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا۔

یعنی جب تم اذان کا جواب مکمل کر لو گے تو اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرو گے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا یعنی اذان کا جواب دینا دعاء کی قبولیت کی علامت ہے۔

☆ حضرت علقمہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں۔ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جب مؤذن نے ”حی علی الصلوٰۃ“ پڑھا تو انہوں نے اس کے جواب میں۔ ”لا حول و لا قوۃ الا باللہ“ کہا اسی طرح جب مؤذن نے۔ ”حی علی الفلاح“ کہا تو آپ نے اس کے جواب میں بھی ”لا حول و لا قوۃ الا باللہ“ کہا۔ اس کے بعد والے الفاظ وہی ادا کئے جو مؤذن نے ادا کئے۔

پھر حضرت معاویہ نے کہا

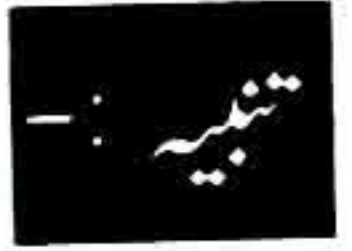
”سمعت رسول اللہ ﷺ قال ذلك“

(مسند احمد، مکتوبات الاذان)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا ہے، یعنی آپ نے اذان کا

جواب اسی طرح دیا۔





مندائی یعنی میں ہے۔

”فلیتحین المنادی اذا اکبر کبر و اذا تشهد تشهد و اذا قال حی علی الصلوٰۃ قال حی علی الصلوٰۃ و اذا قال حی علی الفلاح قال حی علی الفلاح۔“ (مرقاۃ ج ۲، ص ۱۶۲)

اذان کہنے والا جب اذان میں تکبیر کہے سننے والا تکبیر کہے۔ (یعنی اللہ اکبر کا جواب اللہ اکبر سے دے) اور جب اذان دینے والا شہادت کے کلمات ادا کرے تو سننے والا بھی شہادت کے الفاظ ادا کرے۔ (یعنی ”اشہد ان لا الہ الا اللہ“ کے جواب میں ”اشہد ان لا الہ الا اللہ“ کہے اور ”اشہد ان محمدا رسول اللہ“ کے جواب میں ”اشہد ان محمدا رسول اللہ“ کہے اور جب اذان دینے والا ”حی علی الصلوٰۃ“ کہے تو سننے والا ”حی علی الصلوٰۃ“ کہے اور جب اذان دینے والا ”حی علی الفلاح“ کہے تو سننے والا ”حی علی الفلاح“ کہے۔

روایات کے اختلاف کے پیش نظر راقم دونوں روایات پر عمل کرتا ہے۔ کہ ”حی علی الصلوٰۃ“ کے جواب میں ”حی علی الصلوٰۃ“ اور ”لا حول لا قوۃ الا باللہ“ اور ”حی علی الفلاح“ کے جواب میں ”حی علی الفلاح“ اور ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ پڑھتا ہے یعنی دونوں کلمات کا جواب دونوں روایتوں کے مطابق جمع کر



کے ادا کرنا اتم کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

اقامت میں ”قد قامت الصلوة“ کے جواب میں ”اقامها  
الله و ادامها“ کہے۔

☆ حضرت اہلی امامہ اور دوسرے بعض صحابہ کرام سے مروی ہے۔  
کہ حضرت بلال نے جب اقامت کہنی شروع کی اور انہوں نے جب ”قد  
قامت الصلوة“ کہا تو رسول اللہ ﷺ نے ”اقامها الله و ادامها“ اس  
کے جواب میں کہا۔  
(اموداؤد، مشکوٰۃ باب الاذان)

☆ ”الصلوة خير من النوم“ کے جواب میں ”صدقت و  
بررت“ کہے۔  
(فتح القدير جلد اول، ص ۲۱۷)

### فائدہ

اذان کا جواب عمل سے دینا واجب ہے اور قول سے یعنی زبانی  
جواب دینا مستحب ہے۔

”و قول الحلواني الاجابة بالقدم فلو اجاب  
باللسان و لم يمش لا يكون مجيبا و لو كان في المسجد  
فليس عليه ان يجيب باللسان حاصله نفى وجوب الاجابة  
باللسان وبه صرح جماعة و انه مستحب قالوا ان قال قال  
الثواب الموعود و الا لم ينل اما انه ياثم او يكره فلا و في



التجنيس لا يكره الكلام عند الاذان بالاجماع

(فتح القدير جلد اول، ص ۲۱۷)

حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اذان سن کر نماز کے لئے چلنا واجب ہے، اگر صرف زبان سے اذان کا جواب دے دیا اور نماز کے لئے نہ چلا تو گویا کہ اس نے اذان کا جواب نہیں دیا۔ اور اگر ایک شخص مسجد میں تھا اس نے زبان سے جواب دیا تو واجب کا تارک نہیں ہوا، کیونکہ اذان کا جواب زبان سے دینا مستحب ہے اگر زبان سے جواب دیا ہے، تو خاص ثواب حاصل کر لے گا اور اگر جواب نہ دیا تو ثواب سے محروم ہوگا اگرچہ گنہگار نہیں ہوگا اور مکروہ کام تکب نہیں ہوگا۔ تجنیس میں یہ مذکور ہے کہ دوران اذان کلام کرنا مکروہ نہیں۔ اس میں اجماع امت ہے۔

لیکن خیال رہے کہ اذان غور سے سننا اور کلام نہ کرنا ادب کا مقام

ہے۔

**دوڑ کر جماعت سے نہ ملے**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا۔

” اذا اقيمت الصلاة فلا تاتوها تسعون و أتوها

تمشون و عليكم السكينة فما ادرکتهم فصلوا و ما فاتکم

فاتموا۔

(حدی، سلم، مشکوٰۃ باب الاذان)



جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو دوڑ کر جماعت میں نہ ملو! بلکہ آرام سے چل کر آؤ۔ تم پر آرام سے چل کر آنا لازم ہے۔ جتنی نماز تمہیں مل جائے وہ پڑھ لو اور جو تم سے فوت ہو جائے وہ خود مکمل کر لو۔

وَالْأَظْهَرَ الْإِسْرَاعَ مَعَ السَّكِينَةِ دُونَ الْعَدْوِ أَحْرَازًا  
لِلْفَضِيلَتَيْنِ وَلِقَوْلِهِ تَعَالَى وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ

(مرقاۃ ج ۲ ص ۱۸۰)

یعنی دوڑ کر جماعت کو حاصل کرنا منع ہے۔ بعض حضرات نے اس کی وجہ مسجد کا احترام بیان کیا ہے۔ البتہ بغیر دوڑنے کے تیز چل کر جماعت سے ملنا بہتر ہے، تاکہ دونوں فضیلتوں (جماعت سے ملنا اور نیکی کی طرف جلدی چلنا) کو پالے۔ اس لئے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

”وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ“

اپنے رب کی مغفرت کی طرف جلدی چلو۔





## انگوٹھے چومنا!

نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا شہادت کی انگلیوں کو چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز ہے، جس کے جائز ہونے بلکہ مستحب ہونے پر تفاسیر اور فقہ میں کثیر دلائل قائم کئے گئے ہیں۔

## شرعی ضابطہ:

ان الاباحۃ اصل فی الاشیاء ثم بعث نبینا علیہ السلام  
 فبین الاشیاء المحرمۃ و بقی ما سواھا حلالا مباحا۔ (نور الانوار مع قرالاقدر)  
 تمام اشیاء میں اصل باحت (جواز) ہے نبی اکرم ﷺ جب  
 تشریف لائے، تو آپ نے حرام اشیاء کو بیان فرمایا، اور جن اشیاء کی  
 حرمت کو آپ نے بیان نہیں فرمایا، وہ اپنے اصلی حال پر جائز ہیں۔

## دوسرا ضابطہ:

لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ اذ لا بدلھا من

(شامی)

دلیل خاص۔

مستحب کے ترک سے کراہت ثابت نہیں ہو سکتی، بلکہ مکروہ  
 ثابت کرنے کے لئے خاص دلیل کی ضرورت ہے خیال رہے کہ اس  
 مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے شامی کی آنے والی بحث سے یہ واضح ہے۔



و مستحبة و یسمى مندوبا و ادبا و فضیلة و نفلا و تطوعا وهو ما فعله النبی ﷺ مرة و تركه اخری و ما احبه السلف

(در مختار)

مستحب ، مندوب ، ادب فضیلت ، نفل اور تطوع ایک چیز ہی کے نام ہیں۔ مستحب وہ ہے کہ جس کو نبی اکرم ﷺ نے کبھی کیا ہو۔ اور کبھی چھوڑا ہو یا سلف صالحین یعنی بزرگان دین نے اسے محبوب سمجھا ہو، بلکہ علامہ شامی نے مزید یہ لکھا ہے۔ و ان لم یفعله بعد ما رغب فیہ نبی اکرم ﷺ نے ایک کام کو پسند فرمایا ہو، اور اسے خود نہ کیا ہو۔ وہ بھی مستحب ہے۔ بلکہ یہ تعریف زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ علامہ شامی فرماتے ہیں.....

و قد یطلق علیہ اسم السنة و صرح القہستانی بانہ دون

سنن الزوائد۔

بعض حضرات کے نزدیک مستحب پر سنت کا اطلاق بھی کیا جاتا ہے، لیکن علامہ قہستانی نے تصریح فرمائی۔ کہ مستحب سنت غیر مؤکدہ سے کم درجہ ہے۔ کیونکہ سنت غیر مؤکدہ نبی اکرم ﷺ کے ان افعال کو کہا جائے گا، جو آپ نے کبھی کبھی کئے ہوں یا عادتاً کئے ہوں عبادتاً نہیں جیسے لباس وغیرہ لیکن مستحب کے لئے تو نبی اکرم ﷺ کا عمل کرنا



ضروری ہی نہیں، بلکہ آپ نے صرف پسند فرمایا ہو یا سلف صالحین نے اس پر عمل کیا ہو تو وہ مستحب ہے۔

## مستحب کا حکم :

و حکمہ الثواب علی الفعل و عدم اللوم علی الترتک۔

(شامی)

مستحب کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے سے ثواب ہوتا ہے۔ اور چھوڑنے پر کسی قسم کی کوئی ملامت نہیں کی جائے گی۔

## انگوٹھے چومنا مستحب (باعث ثواب)

اذان میں نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی کو سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا اقوال فقہاء کرام اور مفسرین کرام سے ثابت ہے، اس پر صحابہ کرام کا عمل رہا ہے۔ اس لئے مستحب یعنی باعث ثواب ہے، اگر بالفرض اور کوئی دلیل نہ ہوتی، تو پھر بھی جواز ثابت ہوتا، کیونکہ جب تک کسی شرعی دلیل سے ممانعت نہ پائی جائے، کسی فعل کو مکروہ تنزیہی ثابت کرنا بھی ممکن نہیں، کیوں کہ اصل اشیاء میں لباحت ہے، اب چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

۱۔ علامہ شامی ردالمحتار باب الاذان میں فرماتے ہیں۔

يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة صلى الله



عليك يا رسول و عند الثانية منها قرنت عيني بك يا رسول الله ثم يقول اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الابهام بين علي العينين فانه عليه السلام يكون قائدا له الى الجنة كذا في كنز العباد قهتسانی و نحوه في الفتاوى الصوفية و في كتاب الفردوس من قبل ظفري ابهاميه عند سماع اشهد ان محمدا رسول الله في الاذان انا قائده و مدخله في صفوف الجنة و تمامه في حواشی البحر اللرملي عن المقاصد الحسنة للسخاوی و ذکر ذلك الجراحی و اطال ثم قال و لم يصح في المرفوع من كل هذا الشيء -

پہلی مرتبہ الفاظ شہادت سننے پر مستحب یہ ہے صلی اللہ علیک یا رسول کہا جائے، اور دوسری مرتبہ الفاظ شہادت سننے پر قرنت عینی بک یا رسول کہا جائے، پھر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو (چوم کر) آنکھوں پر رکھنے کے بعد کہے اللھم متعنی بالسمع و البصر تو نبی اکرم ﷺ اس شخص کے لئے جنت کے قائد ہونگے کنز العباد میں اسی طرح ذکر کیا گیا ہے، قہستانی اور اس کی مثل فتاویٰ صوفیہ میں اور کتاب الفردوس میں ہے۔ اذان میں اشهد ان محمدا رسول اللہ کو سن کر جس شخص نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما میں اس کا قائد ہوں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اس کی مکمل بحث سخاوی کے مقاصد حسنة سے ربلی نے حواشی بحر میں نقل کی ہے جراحی نے اس پر طویل بحث کی پھر کہا ہے اس میں کوئی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں۔



۲۔ طحاوی باب الاذان میں ہے۔

ذکر القہستانی عن کنز العباد يستحب ان يقول عند سماع الاولى من الشهادتين للنبي ﷺ صلى الله عليك يا رسول الله و عند سماع الثانية قرت عيني بك يا رسول الله اللهم متعني بالسمع و البصر بعد وضع ابهاميه على عينيه فانه ﷺ يكون قائد الہ فی الجنة و ذکر الديلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر رضی اللہ عنہ مرفوعا من مسح العينين بباطن انملة السبابتين بعد تقبليهما عند قول المؤذن اشهد ان محمدا رسول الله وقال اشهد ان محمدا عبده ورسوله رضيت بالله ربا و باسلام دينناو بمحمد ﷺ نبيا حلت له شفاعتي اه كذا روى من الخضر عليه السلام و بمثله يعمل في الفضائل۔

قہستانی نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادتوں میں سے پہلی شہادت کے سننے پر مستحب یہ ہے کہ سننے والا صلی اللہ علیک یا رسول اللہ پڑھے اور دوسری شہادت کے سننے پر کہے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اور انگوٹھوں کو (چوم کر) آنکھوں پر رکھنے کے بعد کہے اللهم متعني بالسمع و البصر بے شک نبی کریم ﷺ جنت میں اس کے قائد ہونگے دیلمی نے فردوس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ جس شخص نے مؤذن سے شہادت سکر اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کے پوروں کو چوم کر



آنکھوں پر لگایا اور یہ پڑھا اشہد ان محمدا عبده و رسوله  
رضیت باللہ ربا و باسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا۔ (حضور  
فرماتے ہیں) اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی۔ اسی طرح حضرت  
خضر علیہ السلام کا اس پر عمل ہونا روایت کیا گیا ہے اس قسم کی احادیث  
(ضعاف) فضائل میں معتبر ہیں۔



شامی اور طحطاوی میں لفظ قرت ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے  
ماضی مقام دعا میں بمعنی استقبال ہوتی ہے۔ البتہ استقبال کی جگہ ماضی  
کو کیوں استعمال کیا جاتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیک گمان کرتے  
ہوئے گویا کہ یہ دعا قبول ہو چکی ہے اب مطلب یہ ہو گا کہ یا رسول اللہ  
آپ کی وجہ سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے البتہ مجھے اس  
دعا کی قبولیت کی اتنی قوی امید ہے گویا کہ یہ دعا قبول ہو چکی ہے پھر نبی  
کریم ﷺ کو خطاب کر کے دعا کرنا ثابت کر رہا ہے۔ کہ آپ دعاؤں کو سنتے  
ہیں اور اپنے وسیلہ جلیلہ سے بارگاہ ایزدی میں مقام قبولیت تک پہنچاتے  
ہیں تاہم اعلیٰ حضرت کی کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین میں کئی  
مقام پر قرۃ عینی (میری آنکھوں کی ٹھنڈک) کے الفاظ مذکور ہیں جو بعد میں  
ذکر کیا جا رہا ہے۔

۲۔ تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۲۹ میں ہے۔



و فی قصص الانبیاء و غیرہا ان آدم علیہ السلام اشتاق  
 الی لقاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین کان فی الجنة فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ ہو  
 من صلبک و ینظر فی آخر الزمان فسال لقاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین کان  
 فی الجنة فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ فجعل اللہ النور المحمدی فی  
 اصبعه المسبحة فلذالك سمیت تلك الاصبع المسبحة من یدہ  
 الیمنی فسبح ذاك النور فلذالك سمیت تلك الاصبع مسبحة كما  
 فی الروض الفائق او اظهر اللہ تعالیٰ جمال حبه فی صفاء ظفری  
 ابهامیہ مثل المرآة فقبل اسم آدم ظفری ابهامیہ و مسح علی عینیہ  
 فصار اصلا لذریته فلما اخبر جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بهذه القصة قال  
 علیہ السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابهامیہ و مسح  
 علی عینیہ لم یعم ابداً۔

قصص الانبیاء وغیرہ میں مذکور ہے کہ بے شک آدم علیہ السلام  
 جب جنت میں تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے مشتاق ہوئے اللہ تعالیٰ  
 نے آپ کی طرف وحی کی، وہ تو آپ کی پشت میں موجود ہیں جو آخر زمانہ  
 میں ظاہر ہونگے آپ جب جنت میں تھے تو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 ملاقات کے لئے دعا کی پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ اللہ  
 تعالیٰ نے نور محمدی آپ کے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی میں رکھ دیا  
 ہے وہ نور تسبیح پڑھتا تھا اس وجہ سے شہادت کی انگلی کا نام مسبح (تسبیح  
 پڑھنے والی) رکھا گیا الروض الفائق میں اسی طرح مذکور ہے یا اللہ تعالیٰ



نے اپنے حبیب ﷺ کے جمال کو آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں کے ناخنوں میں رکھا جیسے آئینہ، پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اسے دیکھ کر ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا پھر آپ کی اولاد کے لئے بھی یہ عمل دلیل بن گیا جبرائیل نے جب نبی کریم ﷺ کو اس واقع کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جس شخص نے اذان میں میرا نام سن کر انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا وہ کبھی ٹاپینا نہیں ہوگا۔

۴۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے منیر العینین میں ذکر فرمایا کہ حضرت امام سخاوی المقاصد الحسنة فی الاحادیث الدائرة علی الالسنۃ میں فرماتے ہیں۔

مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبلیہما عند سماع قول المؤذن اشہد ان محمد رسول اللہ مع قوله اشہد ان محمدا عبده ورسوله رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا ذکرہ الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انه لما سمع قوله المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ قال هذا و قبل باطن الانملتین السبابتین و مسح عینیہ فقال ﷺ من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی ولا یصح

مؤذن سے اشہد ان محمدا رسول کے الفاظ مبارک سن کر شہادت الکیوں کے پورے اندرونی جانب سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشہد ان محمد عبده ورسوله رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس



میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک جب آپ نے مؤذن سے اشہد ان محمد رسول اللہ سنا تو یہ دعا جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے پڑھی اور اپنی سعادت انگلیوں کے پورے اندرونی جانب چوم کر اپنی آنکھوں پر لگائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ایسے کیا جس طرح میرے دوست (یار غار) نے کیا ہے۔ اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی یہ حدیث محدثین کی اصطلاح میں درجہ صحت پر نہیں پہنچی۔

۵۔ پھر حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں۔ (عوالہ منیر العینین)

و حکى شمس الدين محمد بن صالح المدني امامها و خطيبها فى تاريخه عن المجد احد القدماء من المصريين انه سمعه يقول من صلى على النبى ﷺ اذا سمع ذكر فى الاذان و جمع اصبعيه المسبحة و الابهامين و قبلهما و مسح بهما عينيه لم يرمد اداً.

شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام طیب نے اپنی تاریخ میں مجد مصری سے جو کہ سلف صالحین میں سے تھے۔ نقل کیا کہ میں نے انہیں فرماتے سنا جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن کر شہادت کی انگلی اور انگوٹھوں کو اجٹائی طور پر چوم کر آنکھوں پر لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہیں دیکھیں گی۔



۶۔ پھر امام سخاوی فرماتے ہیں۔ (حوالہ منیر العین)

قال ابن صالح و سمعت ذلك ايضاً من الفقيه محمد بن الزرندی عن بعض شيوخ العراق و العجم و انه يقول عند ما يمسح عينيه صلى الله عليه ياسيدي يا رسول الله يا حبيب قلبي و يا نور بصرى و يا قرّة عيني و قال لي كل منهما منذ فعلته لم ترمد عيني۔

ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زرنندی سے بھی سنا جنہوں نے بعض مشائخ عراق و عجم سے روایت کیا وہ آنکھوں پر (انگوٹھے چوم کر) مس کرتے وقت یہ ورد پڑھتے صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبيب قلبی و یا نور بصری و یا قرّة عینی ابن صالح فرماتے ہیں جن سے ان دونوں حضرات یعنی شیخ مجد اور فقیہ محمد نے مجھ سے بیان کیا اس وقت سے میں یہ عمل کرتا ہوں میری آنکھیں نہیں دکھیں۔

۷۔ پھر امام سخاوی فرماتے ہیں۔ (حوالہ منیر العین)

قال ابن صالح وانا و الله و الحمد و الشکر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عيني وارجوان عافيتها تدوم و انى اسلم من العمى انشاء الله تعالى۔

ابن صالح فرماتے ہیں اللہ کا حمد و شکر ہے جب سے میں نے سنا اس وقت سے میں یہ عمل جاری رکھے ہوئے ہوں۔ میری آنکھیں



آج تک نہیں دکھیں۔ اور میں ہمیشہ ان کی عافیت کی امید رکھتا ہوں اور میں انشاء اللہ اندھا ہونے سے محفوظ رہوں گا۔

۸۔ پھر امام سخاوی نے فرمایا۔ (حوالہ منیر العین)

قال و روی عن الفقیہ محمد بن سعید الخولانی قال اخبر فی الفقیہ العالم ابو الحسن علی بن محمد بن حدید الحسینی اخبرنی الفقیہ الزاهد البلائی عن الحسن علی جدہ و علیہ الصلوٰۃ و السلام انه قال من قال حين يسمع المؤذن يقول اشهد ان محمدا رسول مرحبا بحبيبي و قرۃ عینی محمد بن عبد اللہ <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> و یقبل ابهامیه و یجعلها علی عینیہ لم یعم و لم یرمد۔

یعنی یہی امام مدنی فرماتے ہیں فقیہ محمد بن سعید خولانی سے مروی ہوا کہ انہوں نے فرمایا مجھے فقیہ عال ابو الحسن علی بن محمد بن حدید حسینی نے خبر دی کہ مجھے فقیہ زاہد بلائی نے حضرت امام حسن علی جدہ الرحیم و علیہ الصلوٰۃ و السلام نے خبر دی کہ حضرت امام نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کو اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتے سن کر یہ دعا پڑھے مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبد اللہ <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا اور نہ آشوپ چشم میں مبتلا ہوگا۔

۹۔ پھر امام سخاوی فرماتے ہیں۔ (حوالہ منیر العین)

و قاص الطاؤسی انه سمع من الشمس محمد بن ابی نصر



البخاری خواجه حدیث من قبل عند سماعه من المؤذن كلمته  
الشهادة ظفري ابهاميه و مسحهما على عينيه و قال عند المس  
اللهم احفظ حدقتي و نورهما ببركة حدقتي محمد رسول الله ﷺ  
و نورهما لم يعم -

طاؤسی فرماتے ہیں۔ انہوں نے خواجه شمس الدین محمد بن  
نصر بخاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر  
انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں سے لگائے اور یہ دعا پڑھے اللہم  
احفظ حدقتی و نورهما ببرکتہ حدقتی محمد رسول اللہ ﷺ و  
نورهما وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔

۱۰۔ شرح نقایہ میں ہے۔ (مخوالہ منیر العین)

و اعلم انه يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة  
الثانية صلى الله تعالى عليه يا رسول الله و عند الثانية منهما قرآ  
عيني بك يا رسول ثم يقال اللهم متعني بالسمع و البصر بعد وضع  
ظفري الابهامين على العينين فانه ﷺ يكون له قائدا الى الجنة  
كذا في كنز العباد -

یقیناً جان لو بے شک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشہد  
ان محمد رسول اللہ نے تو صلی علیہ یا رسول اللہ پڑھے، اور دوسری بار قرآ  
عینی بک یا رسول اللہ پڑھے پھر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر رکھ  
کر پڑھے اللہم متعنی بالسمع و البصر تو نبی کریم ﷺ سے اپنے



پیچھے جنت میں لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔

۱۱۔ مذہب شافعی کی مشہور کتاب ”اعانة الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین“ مصری ۱۷۲۲ میں ہے، (حوالہ جاء الحق)

ثم يقبل ابهاميه و يجعلهما على عينيه لم يعم و لم يرمد  
ابداً۔

پھر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو کبھی اندھانہ ہو گا اور  
اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی۔

۱۲۔ مذہب مالکی کی مشہور کتاب ”کفایۃ الطالب الربانی“ مصری جلد  
اول ۱۲۹ میں طویل بحث کے بعد تحریر فرماتے ہیں، (حوالہ جاء الحق)

ثم يقبل ابهاميه و يجعلهما على عينيه لم يعم و لم يرمد  
ابداً۔

پھر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو کبھی اندھا نہیں ہو گا  
اور نہ ہی اس کی آنکھیں کبھی دکھیں گی۔

۱۳۔ حاشیہ جلالین میں ہے۔

جلالین شریف یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا پر  
حاشیہ میں طویل بحث کی گئی ہے ابتداء میں وہ عبارت درج ہے جو شامی  
کے حوالے سے نقل کی جا چکی ہے اس کے بعد یہ عبارت نقل کی گئی ہے



حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی رفع اللہ  
 درجہ در قوت قلوب روایت کردہ از ابن عینیہ کہ حضرت  
 پیغمبر علیہ السلام بمسجد درآمدو ابو بکر رضی اللہ عنہ  
 ظفر ابھامین چشم خود را مسح کردہ و گفت قرۃ عینی بک یا  
 رسول اللہ و چون بلال رضی اللہ عنہ از اذان فراغت روی نمود  
 حضرت رسول اللہ ﷺ فرمود کہ ابا بکر ہر کہ بگوید آنچه تو  
 گفتی از روی شوق بلباقای من و بکند آنچه تو گردی خدای در  
 گذرد گناہان وی را آنچه نمود کہنے خطا و عمد نہاں و آشکار۔  
 حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی مکی اللہ تعالیٰ آپ کے  
 درجات بلند کرے آپ نے قوت قلوب کتاب میں ابن عینیہ سے روایت  
 نقل فرمائی کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ابو بکر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ نے (اذان میں کلمہ شہادت سن کر) اپنے دونوں ہاتھ انگوٹھوں  
 کو چوم کر آنکھوں پر لگایا اور کہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ جب حضرت  
 بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر  
 جو تم نے میری ملاقات کے شوق پر پڑھا اور جو تم نے عمل کیا اس طرح  
 جو شخص بھی پڑھے گا اور ایسا ہی عمل کرے گا اس کے نئے اور پرانے، خطا  
 اور عمد اظاہر و باطن گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔

حاشیہ جلالین میں اس کے بعد :

ان لوگوں کا قول نقل کیا جو کراہت کے قائل ہیں ان کی دلیل



و یکره تقبیل الظفرین و وضعهما علی العینین لانه لم یرد  
فیه و الذی ورد فیه لیس بصحیح۔

انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں کوئی  
حدیث وارد نہیں جو وارد ہے وہ صحیح نہیں۔

## مکروہ ثابت کرنے کی جاہلانہ کوشش :

حقیقت یہ ہے کہ یا تو یہ لوگ محدثین کرام کی اصطلاحوں سے  
بے خبر ہیں اور یا عوام الناس کو راہ حق سے پھیرنے کی مذموم کوشش  
ہے مکروہ ثابت کرنے والے چار وجہ سے غلطی کا شکار ہیں۔

## پہلی وجہ :

علامہ شامی نے لایصح کے الفاظ تحریر کئے کہ انگوٹھے چومنے  
کے مسئلے میں کوئی حدیث اصطلاح محدثین میں درجہ صحت کو نہیں لیکن  
کچھ لوگوں نے کم علمی کی وجہ سے لایصح کو اردو محاورہ پر استعمال کیا ہے کہ  
کوئی حدیث اس مسئلہ میں صحیح نہیں بلکہ غلط، باطل اور من گھڑت ہے  
حالانکہ یہ مطلب لینا جہالت اور ناانصافی ہے کیونکہ اصطلاح محدثین  
میں جب صحیح حدیث کی نفی کی جائے تو اس کے مقابل حدیث حسن اور  
حدیث ضعیف ثابت ہوتی ہے حدیث ضعیف فضائل میں معتبر ہے بلکہ



حاشیہ جلالین میں وجہ کراہیت کو اس طرح رو کیا گیا ہے قد صح من العلماء تجویز الاخذ بالحديث الضعيف في العمليات - علماء کرام نے اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ حدیث ضعیف عملیات (وفضائل) میں معتبر ہے۔

مقدمہ مشکوٰۃ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وما اشتهر ان الحديث الضعيف معتبر في فضائل الاعمال  
لا في غيرها المراد مفرداته لا مجموعها لانه داخل في الحسن لا  
في الضعيف۔

جو مشہور ہے کہ حدیث ضعیف صرف اعمال کی فضیلت ثابت کرتی ہے اس کے بغیر (احکام) اس سے ثابت نہیں اس سے وہ حدیث ضعیف ہے جو مفرد ہو متعدد طرق سے ثابت نہ ہو لیکن جو متعدد طرق سے ثابت ہو وہ حدیث حسن کہلاتی ہے ضعیف نہیں حدیث حسن سے احکام بھی ثابت ہو جاتے ہیں۔

## دوسری وجہ :

بعض حضرات نے انگوٹھے چومنے والی حدیث کو ضعیف کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے اس سے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حدیث ضعیف حدیث ہی نہیں حالانکہ یہ باطل ہے کیونکہ حدیث



صحیح اور حدیث حسن کی شرائط تمام یا بعض مفقود ہو جائیں تو ہو حدیث ضعیف ہے غلط باطل اور من گھڑت حدیث و محدثین اپنی اصطلاح میں موضوع کہتے ہیں۔

## تیسری وجہ :

علامہ سخاوی نے مقاصد میں ذکر فرمایا لا یصح فی المرفوع من کل هذا الشی انگوٹھے چومنے کے مسئلے میں کوئی حدیث اصطلاح محدثین میں مرفوع طور پر ثابت نہیں مرفوع کی نفی سے بھی لوگوں کو مضطرب کیا جاتا ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی مرفوع حدیث نہیں ملتی لہذا مکروہ ہے حالانکہ مرفوع کی نفی سے حدیث موقوف اور مقطوع ثابت ہو جاتی ہے مقدمہ مشکوٰۃ میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

وما انتھی الی النبی ﷺ یقال له المرفوع وما انتھی الی الصحابی یقال له الموقوف وما انتھی الی التابعی یقال له المقطوع۔

جو حدیث نبی اکرم ﷺ تک پہنچے وہ مرفوع ہے جو صحابی تک پہنچے، وہ موقوف ہے جو تابعی تک پہنچے وہ حدیث مقطوع ہے۔

یعنی جب حدیث پاک اس طرح ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا آپ نے یہ کیا یا آپ کے سامنے یہ کام ہوا آپ نے منع نہ فرمایا ہو تو وہ



حدیث مرفوع ہے اسی طرح صحابی کا قول و فعل اور صحابی کے سامنے کسی نے کوئی کام کیا ہو صحابی نے منع نہ فرمایا ہو یہ حدیث موقوف ہے ایسے ہی تابعی کا قول و فعل اور تابعی کے سامنے کسی نے کوئی کام کیا ہو اور تابعی نے منع نہ کیا ہو وہ حدیث مقطوع ہے ان تینوں قسم کی احادیث سے فضائل و احکام ثابت ہو سکتے ہیں جب کہ وہ درجہ صحت و حسن تک پہنچیں

## چوتھی وجہ :

جس سے مکروہ ثابت کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے انگوٹھے چومنے والی حدیث کو موضوعات کبیر میں ان الفاظ سے ذکر فرمایا۔ ولا یصح فی المرفوع من کل ہذا شیء۔ اس مسئلے (انگوٹھے چومنے) میں کوئی حدیث صحیح طور پر مرفوع ثابت نہیں لہذا بعض کے مطابق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا موضوعات کبیر میں ذکر کرنا ہی دلالت کر رہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے یہ قول بھی سرا سر جہالت پر مبنی ہے ورنہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی عبارت کے بعد یوں فرماتے ہیں۔

قلت و اذا ثبت رفعہ الی الصدیق رضی اللہ عنہ فیکفی للعمل بہ لقولہ علیہ الصلوٰۃ و السلام علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین۔ (موضوعات کبیر بحوالہ منیر العین)

میں کہتا ہوں جب اس حدیث کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ



عندہ تک پہنچنا ثابت ہے، تو عمل کے لئے یہ کافی ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

واضح ہوا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث غیر مرفوع ہے لیکن موضوع نہیں یعنی یہ حدیث موقوف ہے جو عمل کے لئے کافی ہے آخر حاشیہ جلالین کی عبارت پر ختم کر رہا ہوں حاشیہ میں اسی بحث کے آخر میں اس طرح ہے۔

و لقد فصلنا الكلام و اطنبناہ لان بعض الناس ينازع فيه  
لقلة علمه .

ہم نے اس مسئلے میں طویل اور تفصیل سے بحث کی ہے کیونکہ بعض لوگ اس میں قلت علم کی وجہ سے جھگڑا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے  
اور ضد، حسد، بغض و عناد سے محفوظ فرمائے  
اور ہم سب کو نبی اکرم ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاِذَا قُمْتُمْ لِلصَّلٰوةِ فَاَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ زُرُوعًا

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی اور انفرادی طور پر ذکر کرنے کی  
شرعی حیثیت اور مسائل کا بہترین مجموعہ

## نماز کے بعد ذکر و دعاء مستحب ہے

تصنیف الطیف

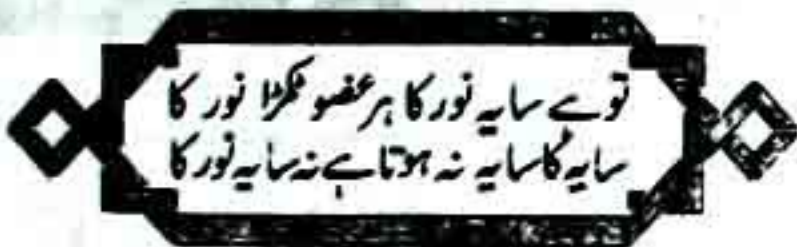
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عبدالرزاق چشتی مدظلہ العالی  
شیخ مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

ہتر

تنظیم علماء ضیاء العلوم (انٹرنیشنل)

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی





المعروف بہ

# تفہیم صحیح



در طلبہ و رجہ سایہ و قبول  
جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی



# علماء اہل سنت کی گرانقدر تصانیف

## حضرت عبدالرزاق چشتی بھٹروی کی تصنیفات

عورت کا مقام قرآن و حدیث کی روشنی میں	عقائد صحیحہ کا قابل قدر تذکرہ شمع ہدایت	تسکین الجنان فی محاسن کثر الایمان	ذاتی زندگی کے احوال سوت کا منظر
اقامت (کھیر) پختہ کرنا مستحب ہے	نماز کے بعد ذکر مستحب ہے	اظہار محبت رسول انگوٹھے چومنا مستحب ہے	سراجی فی البیوت
میزان الصرف (اکنان ہاشم علیہ السلام)	تلخیص المفتاح بافتوح الایمان	تذکرۃ الانبیاء بافتوح الایمان	نور الایضاح کا عربی حاشیہ ذریعۃ الخیر
امام اعظم اور فقہ حنفی بہرہ رسانی	کنز الدقائق نقد حنفی کا انسائیکلو پیڈیا	المظہر النوری علی فقہ القدری (۲ ج)	اذان کے ساتھ رود و سلام مستحب ہے

القول المقبول لحنی فی ما لرسول لیا ارمیہ کے کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا	التبیین لہد و سدھل الاذان دوسرے علماء کے عقائد کا قابل ذکر تذکرہ	فوائد درود شریف بہرہ رسانی	حضرت علامہ مولانا محمد یعقوب ہزاروی کی تصنیفات
سبعہ فوائد عرب و اسلامی تاریخ کے قابل ذکر واقعات	حسامی اصول فقہ کی مشکل ترین کتاب	المیلا والنبویہ العوارف العشریہ فی	حضرت علامہ مولانا فاضل الدین تھبندی کی تصنیفات
الہبرک بأثار الصالحین بہرہ رسانی	قطب الہدایہ فی جواز حیلة الاستطاق ہند کی عورتوں کی کپڑے پہننے اور عیال لگانے کے مسائل اور شرعی حیثیت کے متعلق	اربعین نقشبندی ہائیس نقشبندی کی بہانہ شریعت	
قیام شبے ات بہرہ رسانی	دعاء بعد از نماز جنازہ پہلی آدھ اور دوسری آدھ کے ساتھ	البشرات فی الصدقات مذہب حق کے لوگوں کے لیے دعا	

مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار راولپنڈی فون 051-552781